عورتوں کا دین سے واقف ہونا ضروری ہے

(فرمودہ ۶- اکتوبر ۱۹۱۷ء)

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عورتوں کا دین سے واقف ہونا ضروری ہے

(فرمودہ ۶- اکتوبر ۱۹۱۷ء بمقام شملہ)

عورتوں کو ضروری نصیحت

عورتوں کے متعلق سب سے پہلی اور سب سے بڑی نصیحت جو انہیں کرنے کی ضرورت ہے وہ انہیں اس زمانہ میں اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ دین کے معاملہ میں وہ اسی طرح شریعت کے قانون کی پابند ہیں اور اسی طرح شریعت کے قانون پر عمل کریں کہ جس طرح مرد کرتے ہیں۔ یہ ایک بڑی مشکل ہے جو اس زمانہ میں ہمیں پیش آئی ہے کہ عورتوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ وہ دینی معاملات میں حصہ لینے کے قابل نہیں ہیں۔ بہت سی عورتیں ہیں جو یہ سمجھتی ہیں کہ دین کے معاملات میں حصہ لینا ان کے خاوندوں کا کام ہے۔

اسی وجہ سے اس زمانہ میں عورتوں کا مذہب کوئی مستقل مذہب نہیں رہا۔ ۱۰۰ میں سے پچانوے ۹۵ عورتیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ایسی ملیں گی جنہوں نے کسی مذہب کو اس کے سچے ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا بلکہ خاوندوں کی وجہ سے قبول کیا ہے۔ مرد اگر آج شیعہ ہے تو عورت بھی شیعہ ہے۔ مرد اگر سنی ہے تو عورت بھی سنی ہے۔ کل کو اگر مرد شیعہ سے سنی ہو گیا تو عورت بھی سنی ہو جاتی ہے اور جس طرح اس کے خاوند کے مذہب میں تبدیلی ہوتی ہے اسی طرح اس کا اپنا مذہب بھی بدلتا رہتا ہے۔ لیکن اس جہالت اور خام خیالی کی وجہ سے عورتوں میں مذہب نہیں رہا۔ دیکھو اگر شیر کی تصویر ہو تو انسان اس سے ڈرتا نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اسی طرح سے آگ تب ہی کھانا پکائے گی جب حقیقی آگ ہو اگر اس کی تصویر ہو تو کچھ نہیں کر سکتی۔ تو چونکہ عورتوں کا مذہب نقلی ہوتا ہے اور جس طرح نقلی آگ کچھ نقصان نہیں دے سکتی اسی طرح ان کا نقلی مذہب بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔

مذہب کو حقیقی طور پر ماننا چاہئے

ہاں جس طرح حقیقی آگ کھانا پکا سکتی ہے۔ اسی طرح حقیقی مذہب مفید ہو سکتا ہے۔ مذہب کو صرف اس لئے ماننا کہ ہمارا خاوند یوں کہتا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہمارے ملک میں اسے رکابی یا بینگنی مذہب کہتے ہیں۔ کسی راجہ نے اپنے دربار میں بینگن کی بہت تعریف کی۔ اس کا ایک خوشامدی درباری بھی تعریف کرنے لگا کہ اس کا بدن ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کسی صوفی نے چوغا پہنا ہو۔ اس کی سبز ڈنڈی ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے سبز پگڑی سر پر باندھی ہو۔ سبز پتوں میں ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے کوئی عابد عبادت کرتا ہو۔ لیکن کچھ دن کے بعد جب راجہ کو اس کی وجہ سے تکلیف ہوئی تو اس نے دربار میں ذکر کیا کہ بینگن بڑی خراب چیز ہے۔ یہ سن کر وہی درباری کہنے لگا کہ حضور بینگن بھی کوئی سبزی ہے۔ اسے تو سبزیوں میں شمار کرنا حماقت ہے۔ بڑی خراب اور نقصان رساں چیز ہے۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ ابھی چند دن ہوئے تم اس کی تعریف کرتے تھے اور اب مذمت کر رہے ہو یہ کیا بات ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نوکر نہیں۔ جب انہوں نے تعریف کی تو میں نے بھی کر دی اب جب انہوں نے مذمت کی تو میں نے بھی مذمت کرنی شروع کر دی۔ تو عورتوں کا مذہب بینگنی مذہب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی عورتیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ جو اپنے خاوندوں کے مذہب کو اسی طرح مانتی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

عورتوں کو مذہب کی ضرورت

مذہب کا فائدہ تو اخلاص اور حقیقت کے جاننے سے ہوتا ہے۔ یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کو صرف مردوں کی خوشی اور آرام کے لئے پیدا کیا گیا ہے لیکن اسلام ایسا نہیں کہتا بلکہ سمجھاتا ہے کہ عورتوں پر بھی شریعت ایسی ہی عائد ہوتی ہے جیسے مردوں پر ہے اور جس طرح مردوں کے لئے احکام شریعت کی بجاآوری ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ جس طرح بھیڑ بکری انسان کے آرام کے لئے ہیں اور ان کی کوئی مستقل غرض پیدائش کی نہیں اسی طرح عورتیں ہیں۔ پس قرآن کریم جیسے مردوں کے لئے ہے ویسے ہی عورتوں کے لئے بھی ہے اور نیک عورت جو اس کے حکموں کو مانتی ہے اس کے لئے جنت کا وعدہ ہے اور جو اس کے خلاف کرتی ہے وہ دوزخ کی سزا پائے گی۔ اس لئے سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ عورتوں کے ذہن میں یہ بات ڈالی جائے کہ عورتوں کو بھی مذہب کی

ویسی ہی ضرورت ہے جیسی مردوں کو۔ تا وہ سمجھیں کہ اسلام کیا ہے کیونکہ جب کسی کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس کے حاصل کرنے کے طریق سیکھتا ہے اور جب اس کی حقیقت سمجھتا ہے تو اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس جیسے مردوں کا حق ہے کہ وہ دین کو حاصل کریں ویسے ہی عورتوں کا بھی حق ہے کیونکہ مذہب کے احکام کا توڑنا جیسے مردوں کو نقصان دیتا ہے ویسے ہی عورتوں کو بھی دیتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح دین نہ سیکھیں۔

دیکھو اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ مذہب کا کیا فائدہ ہے تو وہ خدا کو مانے گا اور اس کے احکام کی پابندی کرے گا لیکن اگر اس کو پتہ ہی نہ ہو تو پھر اسے کیا ضرورت ہے کہ خدا کو مانے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ نہ مانے۔ پھر جب تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ رسولوں کے ماننے نہ ماننے میں کیا فائدہ یا نقصان ہے تو وہ کیوں مانے گا۔ پس ان باتوں کے فائدہ اور حقیقت سے آگاہ ہونا ضروری ہے اور جس طرح مرد دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اسی طرح عورتوں کو کرنی چاہئے۔

متقی عورتوں کا ذکر قرآن میں

قرآن کریم میں دو پارسا عورتوں کا ذکر آتا ہے۔ جن میں سے ایک فرعون کی بیوی ہے۔ فرعون کو تو توفیق نہ ملی لیکن اس کی عورت نے تقویٰ اختیار کیا اور اس نے مذہب کی ضرورت کو سمجھا اور موسیٰؑ پر ایمان لائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن کریم میں بطور مثال کے کیا ہے اور اس سے بڑھ کر اور فضیلت کیا ہو سکتی ہے کہ اس کتاب میں جو ہمیشہ کے لئے ہے اس کا ذکر آیا جس کی وجہ یہی ہے کہ چونکہ اس نے سمجھ لیا تھا کہ جو فرائض مذہب کے متعلق مردوں کے ہیں وہی عورتوں کے بھی ہیں۔ دوسری مثال مریم کی ہے۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ تھیں اس زمانہ میں گمراہی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی انہوں نے ایسی پرہیزگاری دکھائی کہ ان کے بیٹے نے نبوت حاصل کرلی۔ دنیا پر حضرت مسیحؑ کا بڑا احسان ہے لیکن حضرت مریم کا بھی بڑا احسان ہے کیونکہ ان کی تربیت سے ایک ایسا انسان بنا جس نے دنیا پر بڑا احسان کیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ بڑی متقی اور پرہیزگار عورت تھیں۔ ان کے بچے نے ان سے تقویٰ سیکھا۔ سو دیکھو قرآن کریم میں جہاں حضرت مسیح کا ذکر ہے ساتھ ہی حضرت مریم کا ذکر بھی موجود ہے۔

اسلام میں عورتوں کی خدمات

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں جب ظلمت کمال کو پہنچی ہوئی تھی عورتوں نے دین

کی بڑی خدمت کی کیونکہ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ جس طرح مرد خدمت دین کرتے ہیں ہم بھی کر سکتی ہیں۔

شاید یہ بات بعض کو معلوم نہ ہو کہ سب سے پہلے جو آنحضرت ﷺ پر ایمان لائی وہ ایک عورت تھی۔ رسول کریم غار حرا میں عبادت کیا کرتے تھے۔ وہاں آپ پر جبرئیل نازل ہؤا اور آپؐ کو خدا کا کلام سنایا آپؐ کے لئے چونکہ یہ بات بالکل نئی تھی اس لئے آپؐ سمجھ نہ سکے اور خیال کیا کہ شاید نفس کا دھوکا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ غلطی ہو۔ آپ خائف ہوئے اور حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ مجھے بیماری ہو گئی ہے۔ آپؐ نے اس حالت کا نام بیماری رکھا لیکن خدیجہؓ سمجھ دار تھیں۔ گو اس زمانہ میں وحی نہ ہوتی تھی لیکن آپ سمجھ گئیں کہ یہ وحی الٰہی ہے۔ آج تو تمام لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے کلام آیا کرتا ہے پھر بھی دعویدار کو جھوٹا کہہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاگل ہو گیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ حضرت خدیجہؓ اس قوم سے تھیں جس کو خدا پر ایمان نہ تھا۔ کوئی الہامی کتاب اس کے پاس نہ تھی۔ الہام کی وہ قائل نہ تھی پھر بھی آپ نے ہی کہا کہ آپ کو الہام الٰہی ہؤا ہے اور یہ ہرگز بیماری نہیں ہے۔ **كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا** حضرت خدیجہؓ نے کہا آپ کو بیماری نہیں بلکہ یقینی طور پر کلام الٰہی ہے۔ آپ لوگوں سے نیک سلوک کرتے ہیں۔ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ مشکلات میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ پس خدا آپ کو ہرگز ذلیل نہ کرے گا۔ (بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ) یہ ایک عورت تھی جو اس طرح ایمان لائی کہ مردوں میں بھی اس کی مثال نہیں پائی جاتی۔ پھر اعمال کو دیکھتے ہیں تو حضرت خدیجہؓ کوئی معمولی ایمان نہ لائیں۔ ایسا ایمان لائیں کہ جب دشمنوں نے آنحضرت ﷺ پر حملے کرنے شروع کئے تو انہوں نے اپنا سارا مال آپؐ کے سپرد کر دیا کہ دین کے راستہ میں خرچ کر دیں۔ شاید کوئی سمجھے کہ یہ تو آنحضرت ﷺ کی بیوی تھیں اس لئے انہوں نے جو کچھ کیا اپنے خاوند کی عزت کے لئے کیا مگر نہیں آپ ہی اسلام میں ایک عورت نہیں گزریں بلکہ اور بھی کئی ایک ایسی تھیں جنہوں نے اخلاص اور محبت کا ایسا نمونہ دکھلایا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

ایک عورت کا اخلاص

چنانچہ جنگ احد کا واقعہ ہے کہ کفار تین ہزار کا لشکر لیکر آئے اور ادھر سے ایک ہزار جاں نثار آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے۔ لڑائی کے وقت مسلمانوں کے ایک گروہ سے ایسی غلطی ہوئی کہ جس کی وجہ سے اسلامی لشکر کے

پاؤں اکھڑ گئے اور رسول کریم ﷺ تنہا رہ گئے۔ کفار نے آپؐ کو اتنے پتھر مارے کہ آپؐ زخمی ہو کر گر پڑے اور لاشوں کے نیچے دب گئے۔ اس سے شبہ پیدا ہؤا کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں۔ جب یہ خبر مدینہ پہنچی جو احد سے چار میل کے فاصلہ پر ہے تو سب مرد و عورت گھبرا کر باہر نکل آئے اور اصل حقیقت دریافت کرنے کے لئے راستہ پر کھڑے ہو گئے۔ ادھر لاشوں کے نیچے سے جب آنحضرت ﷺ کو باہر نکالا گیا تو معلوم ہؤا کہ آپؐ زندہ ہیں۔ یہ سن کر سب مسلمان جمع ہو گئے اور کافر بھاگ گئے۔ مسلمان جب مدینہ کو واپس لوٹے اور لوگوں نے انہیں دیکھا تو ایک عورت آگے بڑھی۔ جو رسول کریم ﷺ کی کوئی رشتہ دار نہ تھی وہ مدینہ کی رہنے والی تھی اور مکہ کے لوگ مدینہ والوں سے علیحدہ تھے۔ وہ محض دین کی وجہ سے رسول کریم ﷺ سے اخلاص رکھتی تھی۔ اس نے ایک صحابی سے جو آگے آگے آرہا تھا پوچھا رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے چونکہ آپؐ زندہ تھے اور پیچھے تشریف لا رہے تھے اس لئے اس نے اس سوال کو معمولی سمجھ کر جواب نہ دیا اور کہا تیرا باپ مارا گیا ہے۔ اس پر عورت نے کہا۔ میں نے اپنے باپ کے متعلق نہیں پوچھا بلکہ یہ دریافت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے مگر اس نے اس کا جواب نہ دیا اور کہا تیرا خاوند بھی مارا گیا ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھتی ہوں ان کا کیا حال ہے۔ اس کا بھی اس نے جواب نہ دیا اور کہا تیرا بھائی بھی مارا گیا ہے۔ اس پر اس نے کہا تم میرے سوال کا کیوں جواب نہیں دیتے۔ میں تو پوچھتی ہوں رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے اس نے کہا اچھے ہیں اور تشریف لا رہے ہیں یہ سن کر اس نے کہا الحمد للہ اگر رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں تو پھر اور کسی کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ (سیرت ابن ہشام اردو حصہ دوئم صفحہ ۸۴ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء)

اس سے اس عورت کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور الفت کا اندازہ لگاؤ۔ جو محض دین کی وجہ سے تھی اور خیال کرو کہ کیسا اخلاص تھا مگر اس زمانہ میں دیکھو اگر کسی کا چھوٹا سا بچہ مر جائے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے مگر اس کا باپ مارا جاتا ہے۔ خاوند شہید ہوتا ہے۔ بھائی قتل کیا جاتا ہے۔ بیٹا کوئی ہے نہیں اور یہی قریبی سے قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں جن کو اگر کوئی تکلیف اور دکھ پہنچے تو عورتوں کا کیا مردوں کے دل بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر اس عورت کے اندر ایسا قوی اور مضبوط دل تھا کہ اسے باپ اور بھائی اور خاوند کے مرنے کی خبر سنائی جاتی ہے مگر وہ آنحضرت ﷺ کی خیریت کی خبر سن کر الحمد للہ کہتی ہے اور کسی صدمہ کی پرواہ نہیں

کرتی۔

اس قسم کے اور کئی واقعات ہیں یہ تو میں نے آنحضرت ﷺ کے وقت کا واقعہ سنایا ہے۔ایک آپ کی وفات کے بعد کا سناتا ہوں۔

ایک اور مثال

ہندہ ایک عورت تھی جو آنحضرت ﷺ کی ابتداء میں اس قدر دشمن تھی کہ جب آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تو اس نے ان کا کلیجہ نکال کر دانتوں سے چبایا تاکہ آنحضرت ﷺ کو تکلیف پہنچے لیکن جب آپؐ پر ایمان لائی تو دین کی بڑی خدمت کرتی رہی اور کئی جنگوں میں شامل ہوئی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے وقت جب مسلمانوں کا عیسائیوں کے ایک کثیر التعداد لشکر سے مقابلہ ہؤا جس میں ایک مسلمان کے مقابلہ میں چودہ۱۴ عیسائی تھے تو مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ اس وقت ہندہ نے اپنی ساتھی عورتوں کو کہا یہ مرد ہو کر دشمن کے مقابلہ سے ہٹ رہے ہیں۔ آؤ ہم عورتیں ہو کر انہیں سبق دیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے خیموں کی چوبیں نکال لیں اور صف باندھ کر کھڑی ہو گئیں اور مسلمانوں کے گھوڑوں کو سوٹے مار مار کر واپس لوٹا دیا۔ اس وقت ہندہ نے اپنے خاوند کو کہا۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ کفر کے زمانہ میں تو اسلام کا بڑے زور شور سے مقابلہ کرتا رہا ہے اور اب پیٹھ دکھاتا ہے۔ (فتوح الشام عربی جلد ا صفحہ ۱۳۷) تو عورتوں نے ایسے ایسے بہادری کے کام کئے ہیں۔

عورتوں کا اہم امور میں مشورہ دینا

پھر رسول کریم ﷺ کی عادت تھی اور احادیث سے ثابت ہے کہ آپؐ بڑے بڑے اہم امور میں اپنی بیویوں سے مشورہ لیتے تھے۔ چنانچہ جب آپؐ حج کو گئے ہیں اور کفار نے مکہ جانے سے روک دیا ہے تو آپؐ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ احرام کھول دیں لیکن انہوں نے نہ کھولے۔ تو آپؐ بیوی کے پاس گئے اور جا کر سب بات بتائی۔ انہوں نے کہا آپؐ خاموش ہو کر جائیں اور قربانی کر کے اپنا احرام کھول دیں یہ دیکھ کر سب ایسا ہی کریں گے۔ آپؐ نے ایسا ہی کیا اور سب مسلمانوں نے احرام کھول دیئے۔ (بخاری کتاب الشروط۔ باب فی الجهاد و المصالحة مع اهل الحرب و کتابة الشروط) تو ہمیشہ عورتیں بڑی بڑی خدمتیں کرتی اور امور مہمہ میں مشورے دیتی رہی ہیں۔ پس آج کل کی عورتوں کا یہ غلط خیال ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتیں حالانکہ وہ بہت کچھ کر سکتی ہیں اور جس طرح مردوں کے لئے دوسروں کو دین سکھانا ضروری ہے اسی طرح

عورتوں کے لئے ضروری ہے۔

عورتیں کیا کرتی رہی ہیں

رسول کریم ﷺ کی بیویاں مسائل میں غلطی کرنے والے مردوں کو ڈانٹ دیتی تھیں اور حضرت عائشہؓ قرآن کریم کا درس دیا کرتی تھیں۔ جسے مرد بھی آکر سنا کرتے تھے۔ پھر بعض عورتیں ایسی بھی گزری ہیں جو درمیان میں پردہ لٹکا کر مردوں کو پڑھاتی رہیں۔ مگر آج یہ مصیبت ہے کہ عورتیں خود اَن پڑھ ہیں اور ان کا خیال ہے کہ ہم کیا کر سکتی ہیں۔ کچھ بھی نہیں حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ پہلے جو عورتیں پڑھی ہوئی نہ بھی تھیں ان میں بھی یہ خیال نہ پایا جاتا تھا۔

موجودہ زمانہ کی ایک عورت کی مثال

اب بھی دیکھا گیا ہے کہ جن عورتوں کو دین سے محبت اور پیار ہے ان میں بڑا اخلاص پایا جاتا ہے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک عورت آئی اور آپ کے سامنے آکر بہت روئی کہ میرا بیٹا عیسائی ہو گیا ہے آپ دعا کریں کہ وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے۔ پھر خواہ مر ہی جائے۔ لڑکا عیسائیوں کا سکھایا پڑھایا تھا۔ باوجود بخار چڑھے ہونے کے بھاگ گیا اس کی ماں بھی اس کے پیچھے بھاگی اور پھر پکڑ کر لے آئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسے سمجھایا اور کچھ دن کے بعد اسے سمجھ آگئی اور مسلمان ہو گیا۔ مسلمان ہونے کے دوسرے تیسرے دن اس کی جان نکل گئی اور اس پر ماں نے کچھ غم نہ کیا۔

تو اب بھی ایسی عورتیں ہیں گو شاذ ہیں۔ جو ایمان کے مقابلہ میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتیں۔ مگر عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اگر خاوند عیسائی ہو جاوے تو بیوی بھی عیسائی ہو جاتی ہے اور جو مذہب اس کے خاوند کا ہو وہی اس کا ہوتا ہے۔ مگر ایسی بھی عورتیں ہیں جو جان دینا تو پسند کرتی ہیں مگر اسلام چھوڑنا گوارا نہیں کرتیں لیکن ایسی کون عورتیں ہوتی ہیں وہی جو مذہب کو سمجھ کر قبول کرتی ہیں اور اس سے پوری پوری واقفیت پیدا کرتی ہیں۔

عورتوں کا دین سے واقف ہونا ضروری ہے

پس سب سے ضروری بات یہ ہے کہ عورتیں مذہب سے واقف ہوں۔ مذہب سے ان کا تعلق ہو۔ مذہب سے انہیں محبت ہو۔ مذہب سے انہیں پیار ہو۔ جب ان میں یہ بات پیدا ہو جائے گی تو وہ خود بخود اس پر عمل کریں گی اور دوسری عورتوں کے لئے نمونہ بن کر دکھائیں گی اور ان میں اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں گی۔ ہاں انہیں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ جس

طرح مرد مردوں کو دین سکھا سکتے ہیں اسی طرح عورتیں عورتوں کو سکھا سکتی ہیں اور دین کی خدمت کر سکتی ہیں۔ اس کے ثبوت میں کہ عورتیں دین کی خدمت کر سکتی ہیں میں نے مثالیں پیش کی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ عورتیں بھی دین کی خدمت کرتی رہی ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ کچھ عورتوں نے ایسا کیا ہے تو معلوم ہؤا کہ اور بھی کر سکتی ہیں پہلے زمانہ کی عورتوں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ بڑی پارسا اور پرہیز گار تھیں۔ ہم ان جیسے کام کہاں کر سکتی ہیں۔ کم حوصلگی اور کم ہمتی ہے۔ بہت عورتیں ہیں جو کہتی ہیں کہ کیا ہم عائشہؓ بن سکتی ہیں کہ کچھ کوشش کریں۔ انہیں خیال کرنا چاہئے کہ عائشہؓ کس طرح عائشہؓ بنیں۔ انہوں نے کوشش کی ہمت دکھائی تو عائشہؓ بن گئیں۔ اب بھی ان جیسا بننے کے لئے ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ بغیر کچھ کئے ہمت ہار دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک بچہ کو نصیحت کی جائے کہ تعلیم حاصل کرلو تو تم بھی فلاں کی طرح ایم۔ اے ہو جاؤ گے۔ لیکن وہ کہے کہ میں کہاں فلاں کی طرح ایم۔ اے ہو سکتا ہوں۔ اس لئے تعلیم ہی حاصل نہیں کرتا۔ اس نے کوشش کی تھی اس لئے ایم۔ اے ہو گیا تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ بھی کوشش کرے تو ایم۔ اے نہ ہو جائے۔

صحابہ نے کس طرح درجے حاصل کئے

دیکھو صحابی کس طرح رسول کریم ﷺ کے صحابہ بنے اور کس طرح انہوں نے بڑے بڑے درجے حاصل کئے۔ اسی طرح کہ کوشش کی ورنہ یہ وہی لوگ تھے جو رسول کریم ﷺ کے جانی دشمن تھے اور آپؐ کو گالیاں دیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت ﷺ کے بعد دوسرے خلیفہ ہوئے ہیں ابتداء میں آنحضرت ﷺ کے ایسے سخت دشمن تھے کہ آپؐ کو قتل کرنے کے لئے گھر سے نکلے تھے راستہ میں ایک شخص ملا جس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا محمد (ﷺ) کو قتل کرنے جاتا ہوں۔ اس نے کہا پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کو تو قتل کرلو جو مسلمان ہو گئے ہیں۔ پھر محمد (ﷺ) کو مارنا۔ یہ سن کر وہ غصہ سے بھر گئے اور اپنی بہن کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ آگے جاکر دیکھا تو دروازہ بند تھا اور ایک شخص قرآن کریم سنا رہا تھا اور ان کی بہن اور بہنوئی سن رہے تھے۔ اس وقت تک پردہ کا حکم نازل نہ ہؤا تھا۔ حضرت عمرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کھولو۔ ان کی آواز سن کر اندر والوں کو ڈر پیدا ہؤا کہ مار دیں گے۔ اس لئے انہوں نے دروازہ نہ کھولا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر دروازہ نہ کھولو گے تو میں توڑ دوں گا۔ اس پر انہوں نے قرآن کریم سنانے والے مسلمان کو چھپا دیا اور

بہنوئی بھی چھپ گیا صرف بہن نے سامنے آکر دروازہ کھولا حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ بتاؤ کیا کر رہے تھے اور کون شخص تھا جو کچھ پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے ڈر کے مارے ٹالنا چاہا۔ حضرت عمرؓ نے کہا جو پڑھ رہے تھے مجھے سناؤ۔ ان کی بہن نے کہا آپ اس کی بے ادبی کریں گے۔ اس لئے خواہ ہمیں جان سے ماردیں ہم نہیں سنائیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ بے ادبی نہیں کروں گا۔ اس پر انہوں نے قرآن کریم سنایا۔ جسے سن کر حضرت عمرؓ رو پڑے اور دوڑے دوڑے رسول کریم ﷺ کے پاس گئے تلوار ہاتھ میں ہی تھی۔ رسول کریم ﷺ نے انہیں دیکھ کر کہا عمر یہ بات کب تک رہے گی۔ یہ سن کر وہ رو پڑے اور کہا میں نکلا تو آپؐ کے مارنے کے لئے تھا لیکن خود شکار ہو گیا ہوں[۳]۔ تو پہلے یہ حالت تھی جس سے انہوں نے ترقی کی۔ پھر یہی صحابہ تھے جو پہلے شراب پیا کرتے تھے۔ آپس میں لڑا کرتے تھے اور کئی قسم کی کمزوریاں ان میں پائی جاتی تھیں لیکن جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو قبول کیا اور دین کے لئے ہمت اور کوشش سے کام لیا تو نہ صرف خود ہی اعلیٰ درجے پر پہنچ گئے بلکہ دوسروں کو بھی اعلیٰ مقام پر پہنچانے کا باعث ہو گئے۔ وہ پیدا ہی صحابی نہیں ہوئے تھے بلکہ اسی طرح کے تھے جس طرح کے اور تھے مگر انہوں نے عمل کیا اور ہمت دکھائی تو صحابی ہو گئے۔ آج بھی اگر ہم ایسا ہی کریں تو صحابی بن سکتے ہیں۔ یہ شیطان کا جال اور پھندا ہے کہ جب وہ دیکھتا ہے کہ کوئی انسان دین کی راہ میں کوشش کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے آگے روک ڈال دیتا ہے کہ تم کیا کر سکتے ہو اور اس کی مثال مکڑی کے جالے کی طرح ہوتی ہے کہ جب مکھی زور کر کے اسے توڑ دیتی ہے تو وہ اور تن دیتی ہے۔ شیطان بھی اسی طرح بندوں کے اردگرد پھرتا رہتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ میرے بند ٹوٹنے لگے ہیں تو اور باندھ دیتا ہے۔ ان بندوں میں سے ایک یہ بھی بند ہے کہ جب کوئی عورت یا مرد نیک کام کرنا چاہتے ہیں تو وہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ کیا ہم فلاں بن جائیں گے۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا اس لئے کرنا ہی نہیں چاہئے۔ حالانکہ فلاں بھی کوشش کر کے ایسا بن گیا تھا پھر جب یہ کوشش کرے گا تو کیوں نہ ویسا ہی بن جائے گا۔

صرف نبی کی بیوی ہونا فضیلت کی وجہ نہیں

تو یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت عائشہؓ وغیرہ تو نبی کی بیویاں تھیں۔ اس لئے انہوں نے دین کی خدمت کی۔ ہم کیا کر سکتی ہیں۔ اگر انہوں نے نبی کی بیویاں ہونے کی وجہ سے دین کی خدمت کی تو کیا حضرت نوحؑ کی بیوی نبی کی بیوی نہ تھی یا حضرت لوطؑ کی بیوی نبی

[۳] تاریخ الخمیس مصنفہ شیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیاربکری جلد ۱ صفحہ ۲۹۵ مطبوعہ بیروت

کی بیوی نہ تھی لیکن انہوں نے کیا کیا؟ نبی کے ماننے سے ہی انکار کر دیا اور تباہ و برباد ہو گئیں۔ اگر صرف نبی کی بیوی ہونا کوئی چیز ہوتا تو وہ کیوں نیک نہ ہوتیں خدا سے تعلق نہ پیدا کرتیں اور دین کی خدمت کر کے نہ دکھاتیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ انہوں نے خدا کے احکام پر عمل نہ کیا اس لئے تباہ اور ہلاک ہو گئیں اور ہمارے رسول کریم ﷺ کی بیویوں نے عمل کیا اس لئے انہیں اعلیٰ درجہ حاصل ہو گیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت : ۷۰) کہ جو ہم تک پہنچنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اس کے لئے ہم دروازے کھول دیتے ہیں۔ پس وہ مرد و عورت جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے وقت کوشش کی۔ دین کے لئے گھر سے بے گھر ہوئے۔ مال و جان کو خدا کی راہ میں لگا دیا۔ اپنے خیالات اور عزیزوں' رشتہ داروں' وطن غرضیکہ ہر ایک پیاری سے پیاری چیز کو قربان کر دیا۔ ان کو دین میں بھی بڑے بڑے رتبے حاصل ہو گئے اور دنیا میں بھی بڑے بڑے انعام مل گئے۔ آج بھی اگر مرد و عورتیں اسی طرح کریں۔ خود دین سیکھیں اور عمل کر کے دکھائیں۔ دوسروں کو سمجھانے اور عمل کرانے کی کوشش کریں۔ دین کے مقابلہ میں کسی چیز کی پرواہ نہ کریں تو ویسی ہی بن سکتی ہیں۔

اب میں بعض موٹے موٹے مسائل بیان کرتا ہوں جن کا یاد رکھنا بہت ضروری ہے۔

خدا کو ایک سمجھنا

اسلام کا سب سے بڑا عقیدہ یہ ہے کہ خدا ہے اور ایک ہے اس عقیدہ کو پھیلانے کے لئے آنحضرت ﷺ کو بڑی بڑی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ مکہ والوں کا ذریعہ معاش چونکہ بت ہی تھے اور انہیں پر ان کی گزران تھی اس لئے بتوں کو چھوڑنا ان کے لئے بہت مشکل تھا۔ جب آنحضرت ﷺ نے بتوں کے خلاف سمجھانا چاہا تو انہوں نے ایک مجلس کی اور ایک آدمی مقرر کیا جو آنحضرت ﷺ کو جا کر کہے کہ آپ اس بات سے باز آجائیں۔ چنانچہ وہ شخص آپ کے پاس آیا اور آکر کہا کہ اگر آپ کو مال کی خواہش ہے تو ہم بہت سا مال لا کر آپ کے سامنے ڈھیر کر دیتے ہیں۔ اگر حکومت کی خواہش ہے تو ہم سب آپ کو حاکم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میری بات مانی جائے تو آئندہ ہم آپ کے مشورہ کے بغیر کوئی بات نہیں کریں گے اور اگر آپ کو کوئی بیماری ہو گئی ہے تو ہم اس کا علاج کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ بتوں کے خلاف کہنا چھوڑ دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو بائیں لا کر رکھ دو تو بھی میں یہ کہنا نہیں

چھوڑوں گا کہ خدا ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ تو یہ ایک ایسا اہم عقیدہ ہے کہ جس کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور گناہ تو معاف کر دوں گا مگر شرک نہیں معاف کروں گا۔ (النساء : ۴۹) آج کل یہ بہت پھیلا ہؤا ہے اور مسلمانوں میں گو بتوں کی پرستش نہیں پائی جاتی مگر ان کی بجائے قبروں کو پوجا جاتا ہے۔ پھر عورتوں کا اپنے خاوند' عزیز' رشتہ داروں کے متعلق یہ کہنا کہ جو ان کا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے شرک ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہ اگر یہ بات پوری ہو گئی تو فلاں پیر کی نیاز دی جائے گی شرک ہے۔ اور بھی کئی قسم کے شرک ہیں جن میں آج کل عورتیں خاص طور پر مبتلاء ہیں۔ حالانکہ یہ ایک خطرناک بات ہے۔ پس عورتوں کے لئے ایک سب سے ضروری عقیدہ یہ ہے کہ وہ خدا کو ایک سمجھیں اور نہ کسی کو اس کی صفات میں نہ افعال میں نہ اسماء میں شریک قرار دیں۔

فرشتوں پر ایمان لانا

دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ فرشتوں پر یقین رکھیں کہ وہ خدا کی ایک مخلوق ہے جو انسانوں کے دلوں میں نیک تحریکیں کرتی ہے اور ان پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ جب کوئی دل میں نیک تحریک ہو تو فوراً اس پر عمل کیا جائے تاکہ اور تحریک کے لئے جگہ خالی ہو۔

قرآن کو خدا کی کتاب سمجھنا اور سب رسولوں پر ایمان لانا

تیسرا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم پر ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کے سوا اور بھی کتابیں نازل ہوئی تھیں۔ چوتھے یہ کہ سارے رسولوں پر ایمان ہو کہ وہ سچے ہیں۔

بعث بعد الموت

پانچویں یہ کہ مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا اور حساب و کتاب ہو گا۔ ان عقائد کو نہ ماننے سے کوئی مرد و عورت مسلمان نہیں کہلا سکتا اس لئے ان پر ایمان رکھنا بہت ضروری ہے یہ تو ہوئے عقائد اب میں اعمال کا ذکر کرتا ہوں جو اسلام نے ضروری قرار دیئے ہیں۔

نماز پڑھنا

اول نماز ہے۔ جس کا ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ مگر اس میں نہایت سستی کی جاتی ہے اور خاص کر عورتیں بہت سست نظر آتی ہیں جو کئی قسم کے عذر پیش کیا کرتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ میں بچہ والی جو ہوئی کپڑے کس طرح پاک رکھوں کہ نماز پڑھوں۔ لیکن کیا کپڑے پاک رکھنا کوئی ایسی مشکل بات ہے جو ہو ہی نہیں سکتی۔ ایسی تو نہیں ہے۔ اگر احتیاط کی جائے تو

عہ سیرت ابن ہشام عربی جلد ۱ صفحہ ۲۸۴، ۲۸۵ مطبوعہ مصر ۱۹۳۶ء

کپڑے پاک رہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر احتیاط نہیں کی جاسکتی تو کیا یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک جوڑا ایسا بنالیا جائے جو صرف نماز پڑھنے کے وقت پہن لیا جائے اور اگر کوئی عورت ایسی ہی غریب ہے کہ دوسرا جوڑا نہیں بنا سکتی تو اسے بھی نماز معاف نہیں وہ پلید کپڑوں میں ہی پڑھ لے۔ اول تو انسانیت چاہتی ہے کہ انسان پاک و صاف رہے اس لئے اگر کپڑا ناپاک ہو جائے تو اسے صاف کرلینا چاہئے لیکن اگر فرض کرلیا جائے کہ کوئی ایسی صورت ہے جس میں صاف نہیں کیا جاسکتا تو بھی نماز نہیں چھوٹ سکتی۔ مگر بہت کم عورتیں ہیں جو پڑھتی ہیں' اور جو پڑھتی ہیں وہ بھی عجیب طرح پڑھتی ہیں۔ کھڑے ہوتے ہی رکوع میں چلی جاتی ہیں اور کھڑے ہوئے بغیر ہی بیٹھ جاتی ہیں۔ ابھی بیٹھنے بھی نہیں پاتیں کہ سجدہ میں چلی جاتی ہیں اور اس جلدی سے ایسا کرتی ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتا کیا پڑھتی ہوں گی۔ ایسی عورتوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ہنسی کے طور پر کھڑی نہیں ہوتیں بلکہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوتی ہیں اور نماز یہ ہے کہ اللہ کے حضور عاجزی اور فروتنی دکھائی جائے اور خدا سے اپنی حاجتوں کے پورا ہونے کی درخواست کی جائے۔ کیا جس سے کچھ مانگنا ہو اس کے سامنے اسی طرح کیا جاتا ہے نہیں بلکہ اس کا تو بڑا ادب اور لحاظ کیا جاتا ہے۔ اس کی منت' خوشامد کی جاتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ خدا کے حضور کھڑی تو کچھ مانگنے کے لئے ہوتی ہیں لیکن ان کی حرکات میں ادب نہیں ہوتا۔ ان کے دل میں خوف نہیں پیدا ہوتا وہ عاجزی اور فروتنی نہیں دکھاتیں بلکہ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ ان کا محتاج ہے۔ حالانکہ اللہ کسی کا محتاج نہیں۔ ہم سب اس کے محتاج ہیں۔ اس لئے ہمیں خاص طور پر ادب کرنا چاہئے۔ اس کے خوف کو دل میں جگہ دینی چاہئے اور نہایت عاجزی اور خاکساری سے اس کے آگے عرض کرنی چاہئے۔ کئی ایک مرد ایسے ہیں جو ایسا نہیں کرتے لیکن عورتیں تو کثرت سے ایسی ہیں جو نماز کو ایک مصیبت سمجھتی اور جتنی جلدی ہو سکے گلے سے اتارنا چاہتی ہیں۔ حالانکہ نماز انہیں کے فائدے کے لئے ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کو کوئی فائدہ ہے۔ پس نماز نہایت عمدگی کے ساتھ ادا کرنی چاہئے۔

زکوٰۃ دینا

اس کے علاوہ دوسرا حکم زکوٰۃ کا ہے کہ اگر کسی کے پاس ۵۲ تولے چاندی یا ۴۰ روپے سال بھر تک جمع رہیں تو ان پر ایک روپیہ زکوٰۃ دے جو مسکینوں' یتیموں اور غریبوں کے لئے دینا ضروری ہے اور جہاں نماز کے ذریعہ خدا کا حق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہاں زکوٰۃ کے حکم سے بندوں کا حق ادا کرنے کی تاکید کی ہے۔ خدا تعالیٰ خود بھی براہ

راست اپنے بندوں کو سب کچھ دے سکتا تھا- لیکن اس نے آپ دینے کی بجائے بندوں کے ذریعہ دینا چاہا ہے تاکہ دینے والے بھی ثواب اور اجر کے مستحق ہوں-

روزہ رکھنا

تیسرا حکم روزہ کا ہے- ہمارے ملک میں بعض مرد اور عورتیں نماز نہیں پڑھتے- مگر روزے رکھتے ہیں- یہ بھی ضروری حکم ہے اور اس میں بڑے بڑے فوائد ہیں-

حج کرنا

چوتھا حکم حج کا ہے اگر سفر کرنے کے لئے مال ہو' راستہ میں کوئی خطرہ نہ ہو بال بچوں کی نگرانی اور حفاظت کا سامان ہو سکتا ہو تو زندگی میں ایک دفعہ حج کرنے کا حکم ہے-

خدمات دین

یہ بڑے بڑے حکم ہیں جو ہر مؤمن مرد اور عورت کے لئے ضروری ہیں- ان کے علاوہ اور بہت سی دینی خدمتیں ہیں جو کی جا سکتی ہیں اور میں نے بتایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وقت اور آپ ؐ کے بعد مسلمان عورتوں نے بڑی بڑی خدمتیں کی ہیں- حتیٰ کہ اسلام کے لئے جانیں دے دی ہیں اور جس طرح اس وقت اسلام پر مشکلات اور مصائب کے دن تھے اسی طرح اب بھی ہیں- اس لئے اس وقت بھی اسی قسم کی خدمتیں کرنے والی عورتوں کی ضرورت ہے-

یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جس طرح رسول کریم ﷺ کے وقت دنیا کی اصلاح کے لئے آپ کو کھڑا کیا گیا تھا- اسی طرح اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو کھڑا کیا گیا ہے- اس وقت اسلام کی یہ حالت ہو چکی تھی کہ خود مسلمان کہلانے والے اس پر حملے کرانے کے موجب ہو رہے تھے-

حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں

چنانچہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر بیٹھے ہیں اور کسی وقت زمین پر آئیں گے- اس عقیدہ سے اسلام پر کئی ایک اعتراض پڑتے ہیں- ایک تو یہ کہ قرآن کریم جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں- دوسرے اس وجہ سے بہت سے مسلمان عیسائی ہو گئے ہیں- کیونکہ جب پادریوں نے ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ دیکھو حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر ہیں اور تم بھی اس کو مانتے ہو لیکن تمہارا رسول وفات پا چکا ہے اور زمین میں دفن ہے- اب تم خود ہی بتاؤ کہ کس کا درجہ اعلیٰ ہوا اور یہ تو تم مانتے ہی ہو کہ تمہارے رسول کا درجہ سب رسولوں سے بڑا ہے اور جب اس سے بھی حضرت عیسیٰؑ کا درجہ اعلیٰ ہوا تو معلوم ہوا

وہ خدا ہے۔ اس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکتے اور اسلام کو چھوڑ کر عیسائی ہو جاتے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ وہ تو کبھی کے وفات پاچکے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کے آنے سے مراد

مسلمانوں کو اس سے غلطی لگی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی تھی۔ عیسیٰ آئیں گے۔ اس سے انہوں نے ان ہی پہلے عیسیٰ کا آنا سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ اس عیسیٰ سے آنحضرت ﷺ کی مراد انہیں کی صفات رکھنے والے انسان کے آنے کی تھی۔ چونکہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں مسلمان یہود ہو جائیں گے۔ (بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب قول النبی ﷺ لتتبعن سنن من قبلکم) اس لئے جس طرح پہلے یہودیوں کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰؑ آئے تھے اسی طرح ان کی اصلاح کے لئے جس انسان نے آنا تھا اس کو بھی عیسیٰ کہا گیا۔ ورنہ پہلے عیسیٰ کہاں آسکتے تھے وہ تو وفات پاچکے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کہتا ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران : ۱۴۵) کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے جتنے رسول تھے وہ وفات پاچکے ہیں۔ اب یا تو یہ کہنا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ رسول نہ تھے بلکہ خدا تھے اس لئے انہوں نے وفات نہیں پائی لیکن یہ کفر ہے کہ ان کو خدا قرار دیا جائے اور اگر رسول تھے اور واقع میں رسول تھے تو وفات بھی پاچکے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے سارے رسول فوت ہو چکے ہیں تو قرآن کریم حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ قرار دے رہا ہے اور جو فوت ہو جائے وہ دوبارہ دنیا میں واپس نہیں آسکتا کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ ایک مرے ہوئے انسان کو دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں لائے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ اس کو یہ ضرورت نہیں ہے کہ دنیا کی اصلاح کے لئے کسی نئے انسان کو پیدا کرنے کی بجائے ایک مدتوں کے مردہ انسان کو بھیج دے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی مالدار اور دولت مند انسان اس طرح نہیں کرتا کہ ایک وقت جو کھانا بچ جائے اسے دوسرے وقت کھانے کے لئے رکھ چھوڑے۔ ہاں غریب لوگ ایسا کیا کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی نسبت یہ کہنا کہ اس نے ضرورت کے لئے وہی حضرت عیسیٰ رکھے ہوئے ہیں جو کئی سو سال ہوئے پیدا کئے گئے تھے۔ اسے کنگال اور مفلس خدا بنانا ہے اور اس کے قادر مطلق ہونے سے انکار کرنا ہے۔ حالانکہ خدا ایک نہیں کئی عیسیٰ پیدا کر سکتا ہے اور جب ضرورت ہو بھیج سکتا ہے۔ پہلے نبی جب فوت ہوتے رہے تو ان کے بعد اور

نبی بھیجتا رہا یہ نہیں ہؤا کہ انہیں کو دوبارہ زندہ کرکے بھیجتا رہا ہے۔ پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ بھیجے۔ مسلمانوں میں یہ ایک بہت بے ہودہ عقیدہ پھیلا ہؤا ہے حالانکہ حضرت عیسیٰ کے آنے سے مراد یہ تھی کہ ان کی صفات کا ایک انسان آئے گا اور وہ حضرت مرزا صاحب آئے ہیں۔ جو حضرت عیسیٰ کی طرح یہودیوں کی اصلاح پر مأمور کئے گئے ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمادیا ہؤا ہے کہ مسلمان یہودی ہو جائیں گے۔

اس زمانہ کا فتنہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت نوحؑ سے لے کر آپؐ تک کے سب نبیوں نے اس فتنہ کی خبر دی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے وقت آئے گا۔[عہ] اب دیکھ لو کہ اتنے بڑے فتنہ کے دور کرنے کے لئے کس قدر کوشش کی ضرورت ہے۔ آج کل ہماری جماعت کے مردوں سے جس قدر ہو سکتا ہے کوشش کر رہے ہیں۔

عورتیں دعائیں کریں

لیکن ضرورت ہے کہ عورتیں بھی ان کی مدد کریں اور اس کام میں ان کا ساتھ دیں۔ درد دل سے دعائیں مانگا کریں کہ اسلام کی ترقی ہو۔ خدا تعالیٰ حق کے قبول کرنے کے لئے لوگوں کے دل کھولے۔ دنیا سے بدیاں اور برائیاں دور ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا نام دنیا میں پھیلے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نور آیا ہے لوگ اس سے فائدہ اٹھاویں۔

چندہ دیں

اس کے علاوہ جہاں تک ان سے ہو سکے مالی خدمت بھی کریں۔ آنحضرت ﷺ جب مردوں سے چندہ لیا کرتے تھے تو عورتوں سے بھی وصول کرتے تھے اور یہ چندہ وہ اپنے لئے نہ لیتے تھے اور نہ اللہ کے پیارے اپنی ذات کے لئے مانگا کرتے ہیں ان کا انتظام خدا تعالیٰ خود کرتا ہے۔ تو نہ آنحضرت ﷺ نے اپنے لئے کبھی مانگا نہ آپؐ سے پہلے انبیاء نے اپنے لئے مانگا نہ اس زمانہ میں جس کو خدا نے مسیح موعود کرکے بھیجا' اس نے اپنے لئے کچھ طلب کیا اور نہ وہ جو آپؐ کے بعد کھڑے ہوئے' انہوں نے ایسا کیا بلکہ سب دین کے لئے ہی مانگتے رہے اور میں بھی اسی غرض کے لئے کہتا ہوں کہ جن عورتوں کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ اس کے راستہ میں اپنے مالوں سے دیں۔ پچھلے دنوں مَیں نے مستورات کو چندہ دینے کی تحریک کی تو مجھے بتایا گیا کہ مرد عورتوں کو روپیہ نہیں دیتے بلکہ جس چیز کی ضرورت ہو وہ لادیتے ہیں اس لئے وہ چندہ کہاں سے دیں لیکن یہ بات شریعت کے خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا یہ طریق تھا کہ عورتوں کو اپنے مال میں سے حصہ دیا کرتے تھے۔ اب بھی اسی

عہ بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال

طرح کرنا چاہئے اور خواہ کتنی ہی تھوڑی آمدنی ہو۔ اس سے عورتوں کو ان کا حصہ دینا چاہئے۔ پھر اس میں سے عورتیں خدا کی راہ میں دیا کریں اور اس بات کا ہرگز خیال نہ ہو کہ اس قلیل رقم سے کیا بنے گا۔ خواہ ایک دمڑی دینے کی توفیق ہو تو وہی دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص کو دیکھتا ہے نہ مال کو۔ اگر کسی کے پاس صرف ایک روٹی ہو اور وہ اس کا ایک چوتھائی حصہ خدا کی راہ میں دے دے تو خدا کے حضور وہ ثواب کا ویسا ہی مستحق ہے جیسا کہ سو روپیہ رکھنے والا پچیس روپے دے کر۔ اس لئے تھوڑے مال کا خیال نہ کرنا چاہئے۔ ہاں نیت اور اخلاص کا خیال رکھنا چاہئے کہ خدا انہیں کو دیکھتا ہے اور انہیں کے مطابق اجر دیتا ہے۔

عورتوں میں تبلیغ کریں

پھر عورتوں کو چاہئے کہ تبلیغ کریں۔ مرد تو عورتوں میں تبلیغ نہیں کرسکتے اس لئے یہ کام عورتوں کا ہی ہے۔ انہیں چاہئے کہ غیر احمدی، ہندو، عیسائی وغیرہ عورتوں کو اسلام کی تعلیم بتائیں اور ایسی دلیلیں یاد رکھیں جو انہیں تبلیغ کرتے وقت کام آئیں۔ خواہ عورت اَن پڑھ ہو تو بھی موٹی باتیں اپنے خاوند، باپ، بھائی سے سیکھ لے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض اَن پڑھ احمدی دین سے ایسی واقفیت پیدا کرلیتے ہیں کہ غیر احمدی پڑھے ہوئے ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ ایک احمدی زمیندار جو بالکل اَن پڑھ ہے اور یوں بھی سیدھا سادہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے سنایا کہ میرے رشتہ دار مجھے ایک شیعہ مولوی کے پاس لے گئے کہ وہ مجھے سمجھائے۔ اس نے مجھ سے پوچھا بتاؤ آنحضرت ﷺ مسلمانوں کے کیا لگتے ہیں۔ میں نے کہا باپ۔ پھر اس نے پوچھا آنحضرت ﷺ کی بیٹی مسلمانوں کی کیا لگتی ہے میں نے کہا بہن۔ وہ کہنے لگا اچھا مرزا صاحب نے جو سیدانی سے نکاح کیا ہے وہ کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔ میں نے کہا حضرت علیؓ نے تو رسول کریم کی خاص بیٹی سے نکاح کیا تھا۔ اسے آپ کیا سمجھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے تو نہ معلوم کتنی پشتوں کے بعد جاکر نکاح کیا ہے۔ مولوی نے کہا حضرت علیؓ تو ایک بزرگ انسان اور خدا کے پیارے تھے۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحب کو ہم ان سے بھی بڑھ کر مانتے ہیں۔ اس پر وہ لاجواب ہوگیا اور کہنے لگا جا تیری عقل ماری گئی ہے۔ اسی قسم کی اور کئی ایک مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان سچائی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے تو پھر کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ سچائی ایک تلوار ہے جس کے ہاتھ میں ہوگی وہ دشمن کا سر اڑا دے گا۔ اور اگر بچہ بھی مارے گا تو زخمی ضرور کردے گا۔ اسی طرح گو پڑھا ہؤا انسان دشمن کے مقابلہ میں بڑا کام کرسکتا ہے۔ مگر اَن پڑھ بھی اگر دین سے واقفیت

حاصل کرلے تو غالب ہی رہے گا۔ اس لئے اَن پڑھ عورتوں کو بھی موٹی موٹی دلیلیں سیکھ لینی چاہئیں اور جہاں عورتیں مل جائیں ان کو تبلیغ کرنی چاہئے۔

تبلیغ کرنے کے مواقع

آج کل ریلوں میں عورتوں کو خوب تبلیغ کا موقع مل سکتا ہے۔ یہاں آتے ہوئے راستہ میں دوستوں نے مجھے بتایا کہ ایک عیسائی عورت مسلمان عورتوں سے گفتگو کررہی ہے جو اسے کوئی جواب نہیں دے سکتیں۔ میں نے اپنے گھر سے اس کمرہ میں بھیج دیا۔ اور مختصر طور پر بتا دیا کہ اول تو وہ تمہیں مسلمان دیکھ کر خود بخود اعتراض کرے گی۔ اس کا اس طرح جواب دینا اور اگر وہ اعتراض نہ کرے تو تم خود یہ اعتراض کرنا۔ لیکن اتفاق کی بات ہے عیسائیوں کا سب سے بڑا اعتراض اور اس کا جواب مجھے بتانا بھول گیا۔ جب وہ گئیں تو اس نے وہی اعتراض کردیا۔ اس کا جواب میں نے کسی وقت عورتوں کے درس میں بیان کیا ہؤا تھا۔ جو انہوں نے دے دیا اس نے کہا تمہارے قرآن میں لکھا ہے کہ عورتوں میں روح نہیں ہے اس لئے ان کو اپنے اعمال کا کوئی بدلہ نہیں ملے گا۔ انہوں نے کہا قرآن میں تو صاف لکھا ہے کہ کسی مؤمن مرد و عورت کے عمل کو ضائع نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کا بدلہ دیا جائے گا تم نے یہ کہاں سے نکالا کہ عورت میں روح ہی نہیں۔ عیسائی عورت نے کہا قرآن میں یہ بات موجود ہے۔ تم کو علم نہیں۔ انہوں نے کہا میں تمہارے سامنے قرآن کی آیت پیش کررہی ہوں اور تم کہتی ہو تمہیں علم نہیں۔ اگر کوئی ایسی آیت قرآن کریم میں ہے تو نکال دیجئے۔ اس نے کہا اگر تم لکھنؤ آؤ تو میں تمہاری تسلی کرسکتی ہوں۔ انہوں نے کہا اگر تم قادیان آؤ تو میں تمہیں سمجھانے کی کوشش کروں گی پھر اس نے کہا تم نوجوان ہو اور میں بوڑھی ہوگئی ہوں۔ اس لئے تمہاری باتوں کا جواب نہیں دے سکتی۔ انہوں نے کہا اس لحاظ سے تو آپ کو ضرور جواب دینا چاہئے تھا کیونکہ آپ نے بہت سی عمر مذہبی باتوں میں گزاری ہے۔ مگر وہ خاموش ہوگئی اور کوئی جواب نہ دے سکی۔

تو ریل میں عورتوں کو تبلیغ کا اچھا موقع مل سکتا ہے اور کسی جگہ تو شاید ہی اتنی عورتیں جمع ہوسکیں جتنی گاڑی میں ہوتی ہیں اور مختلف جگہوں کی ہوتی ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو ہدایت ہوجاوے تو وہ اس کے اثر کو دور دور پھیلا سکتی ہے۔ پھر گھروں میں یا اور عورتوں کے مجمع میں موقع مل سکتا ہے۔ اس کے لئے موٹے موٹے مسائل یاد کرلینے چاہئیں۔

تقویٰ حاصل کرنا

اس کے علاوہ تقویٰ اللہ حاصل کرنا ایک نہایت ضروری چیز ہے کیونکہ اسلام صرف باتیں سنانے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے کہ انسان کو خدا کا خوف اور محبت اپنے دل میں پیدا کرنی چاہئے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے اور جب تک یہ نہ ہو کوئی عمل عمل نہیں کہلا سکتا۔ نماز نماز نہیں کہلا سکتی۔ روزہ روزہ نہیں کہلا سکتا۔ زکوٰۃ زکوٰۃ نہیں کہلا سکتی۔ حج حج نہیں کہلا سکتا کیوں؟ اس لئے کہ نماز اس غرض کے لئے نہیں رکھی گئی کہ انسان کی ورزش ہو۔ روزہ اس لئے نہیں کہ انسان کو بھوکا پیاسا رکھا جائے۔ زکوٰۃ اس لئے نہیں کہ مالی نقصان ہو اور حج اس لئے نہیں کہ سفر کی صعوبت برداشت کرنی پڑے بلکہ ان کی غرض اللہ کا تقویٰ اور نیکی پیدا کرنا ہے۔ حسد و کینہ 'لڑائی اور فساد' بدی اور برائی وغیرہ وغیرہ بری باتوں سے بچا کر انسان کو متقی بنانا ہے کیونکہ یہی سب نیکیوں کی جڑ ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی لکھا ہے ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

تو یہ بہت ضروری چیز ہے اس کے لئے سوچنا چاہئے کہ ہمارے کسی کام کا یہ نتیجہ نہ ہو کہ خدا تعالیٰ ناراض ہو جائے یا کسی انسان کو تکلیف پہنچے۔ آج کل عورتوں میں یہ بات زیادہ پائی جاتی ہے کہ وہ دوسری کو تکلیف پہنچا کر خود کچھ حاصل کر لینا اچھا سمجھتی ہیں۔ مگر تقویٰ ایسا کرنے سے روکتا ہے۔ پھر عورتیں ایک دوسرے کو طعنے دیتی ہیں ہنسی کرتی رہتی ہیں اور عیب نکالتی ہیں اور آخر کار لڑائی شروع کر دیتی ہیں یہ سب باتیں تقویٰ کے خلاف ہیں۔ اس قسم کے عیب تو عورتوں میں بہت سے ہیں۔ اگر ان کو بیان کرنے لگوں تو بہت دیر لگے گی اور آج میرے حلق میں درد بھی ہے۔ اس لئے میں نے یہ اصل بتا دیا ہے کہ ہر ایک ایسا کام جس سے خدا ناراض ہو یا خدا کی کسی مخلوق کے لئے دکھ اور تکلیف کا باعث ہو اس سے بچنا چاہئے۔ اگر یہ بات پیدا ہو جائے تو تقویٰ اللہ حاصل ہو جاتا ہے۔

خاتمہ

یہ چند ایک باتیں ہیں جو میں نے نصیحت کے طور پر بیان کر دی ہیں اگر ان کو یاد رکھو گی اور ان کے مطابق عمل کرو گی تو فائدہ اٹھاؤ گی۔

(الفضل ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء)